

TYPES OF TRIBAL TRADITION NANAWAATAE, IT'S SHARIAH STATUS

قبائلی رواج "نوائے" کی اقسام اور ان کی شرعی حیثیت - ایک تحقیقی مطالعہ

Khalil ur Rehman, Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Loralai, Balochistan.

Email: khalil7911@yahoo.com

Shams ur Rahman, Research Scholar, Department of Quran & Sunnah, University of Karachi,

Karachi Email: shamsurrahman052@gmail.com

Muhammad Ishaq Alam, Department of Usooluddin University of Karachi.

Email: dr.ishaqalam@gmail.com

ABSTRACT:

The social system in the tribal areas of Pakistan consists of many traditions. These traditions help them in settling down various regional and private matters. If we analysis these traditions, we find that some of them have many contradictions with Islam, while some others follow Islam to a great extent. However, there are other traditions that are ambiguous, as they vary depending on different situations, and you can't say anything about that. Nanawaatae is one such traditions that has separate status in different areas. In this paper we have focused on this tradition being practiced in Waziristan and discussed the shariah status of its different types.

KEYWORDS: Types of "Nanawaatae" tradition and it's Shariah status.

قبائل کا زیادہ تر معاشرتی نظام رسم و رواج پر مبنی ہے، جس کے ذریعے سے مختلف قسم کے قومی، علاقائی اور نجی معاملات حل کرتے ہیں، ان میں سے کچھ رسوم و روایات شریعت سے بالکل متصادم ہیں جبکہ بعض عین شریعت یا قریب الی الشرع ہیں۔ کچھ رسوم و رواج ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں اول و ہلہ میں قطعی طور پر مشروع یا ممنوع کہنا مشکل ہو جاتا ہے، کیونکہ ان کی نوعیت انتہائی عجیب و غریب ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے احتمالات کی حامل ہوتی ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے ان مبہم رسوم و رواج میں سے ایک رواج "نناواتے" کا بھی ہے۔ پشتون قبائل میں ہر علاقے کے اعتبار سے اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر علاقہ میں اس کی صورتوں کے اختلاف کے ساتھ اس کا حکم بھی مختلف ہو جاتا ہے۔ اس مقالے میں صرف وزیرستانی قبائل کے ہاں مروجہ "نوائے" کی مختلف صورتیں اور ان کی شرعی حیثیت کے بارے میں تحقیق کی گئی ہے۔

"نوائے" کا تعارف

"نناواتے" یا "نناووتے" کی نوبت زیادہ اور عام طور پر دو بندوں یا دو قبیلوں کے درمیان لڑائی اور جھگڑے کو ختم کرنے کے دوران پیش آتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فریقین میں سے ایک فریق دوسرے فریق کے ساتھ اپنے کئے پر پشیمان ہونے کا اظہار کرتا ہے، اور دوسرے کی ہتک عزت یا معاشرے میں اس کا سراو نچا کرنے کی خاطر اپنے آپ کو ذلیل کر کے پیش کرتا ہے۔ عام طور پر اس علاقے میں یہ تصور پایا جاتا ہے، کہ نوائے کے جانور کا یہ ذبح "ماہل لغیر اللہ" یا "ذبح لقدم الامیر" کے زمرے میں آتا ہے، جو کہ شرعاً جائز نہیں، لیکن یہ محض ایک وہم ہے، حقیقت میں ایسا نہیں، چنانچہ قبائلی رسوم و رواج کے ماہر عالم دین مولانا نور محمد شہید نے اس تصور کو مسترد کر کے فرمایا ہے کہ اس میں ماہل لغیر اللہ کا شائبہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔¹ جس کی مزید وضاحت نوائے کی مختلف صورتوں

کے بیان کرنے سے ہو جاتی ہے۔

"نوائے" کی مروجہ مختلف صورتیں

"نوائے" کی مختلف صورتیں ہیں، جن کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک صورت کا شرعی حکم بھی مختلف ہو جاتا ہے۔ ذیل

میں "نوائے" کی مختلف صورتوں کو بیان کیا جائے گا۔

پہلی صورت "نوائے" کی عام طور پر پائی جانے والی صورت یہ ہے کہ جب دو فریق آپس میں صلح کرنا چاہتے ہیں تو علاقے کے معززین، عمر رسیدہ بزرگ اور علماء کرام پر مشتمل ایک جرگہ منعقد کیا جاتا ہے۔ دونوں فریق اس جرگہ والوں کو اس بات کا مکمل اختیار دے دیتے ہیں کہ جرگہ والے جو بھی فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔ جس کو "واق" یعنی اختیار دینا کہتے ہیں۔ جرگہ کو اختیار دینے کے بعد جرگہ مارفریقین سے ضمانت کے طور پر نقدی یا خام مال جیسا اسلحہ یعنی کلاشنکوف وغیرہ لے لیتے ہیں۔ جسے وزیرستان کے بعض علاقوں میں "شونائی" کہتے ہیں جبکہ بعض دیگر علاقوں میں "بارامتا" بھی کہتے ہیں، بہر دو نام اس کا مقصد ایک ہی ہے یعنی اس بات کی ضمانت دینا کہ اگر ہم نے آپ کے فیصلے کو نہ مانا تو ہماری ضمانت کے طور پر رکھی ہوئی نقدی وغیرہ یعنی "شونائی" یا "بارامتا" ہمیں نہیں ملے گا۔ بلکہ یہ چیز جرگہ ماروں کے پاس ہی رہے گی۔

جرگہ کو حتمی شکل دیتے وقت دونوں فریق میں سے جو مجرم یا زیادتی کرنے والا ثابت ہو جائے، اس کے لئے "گرام" کا لفظ کہہ کر زیادتی کرنے والا شمار کیا جاتا ہے۔ یہ "گرام" یعنی مجرم اور زیادتی کرنے والا ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد زیادتی کرنے والے "گرام" فریق پر کچھ مالی جرمانہ رکھ کر ایک یا دو دنے مقرر کئے جاتے ہیں کہ آپ نے اتنے نقدی رقم دوسرے فریق کو دینے ہوں گے، اور ساتھ ہی اتنے دو دنے ان کے گھر پر لے کے جانے ہوں گے۔ دوسرے فریق کے گھر کے سامنے دنے کھڑے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو وہاں پر ذبح کرنے ہوں گے۔ ان دنوں کی تعداد جرم اور زیادتی کی نوعیت کے ساتھ کم اور زیادہ ہو سکتی ہے۔ انہی دنوں کو دوسرے فریق کے گھر کے سامنے ذبح کرنے کو "نوائے" کہتے ہیں۔ اسی طرح قبائلی روایات میں "نوغا" کی اصطلاح بھی مشہور ہے، جس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ کوئی دوسرے کی ہتک عزت کرتا ہے تو معاشرے میں اس کی عزت بحال کرنے کے لئے جرگہ مار مجرم کو "نوغا" کرتے ہیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ مجرم پر نقدی روپے ادا کرنا لازم کر دیتے ہیں یا متاثرہ فرد کے گھر کے سامنے دنے کھڑا کرنا (ذبح کرنا) لازم کر دیتے ہیں۔ نیز "نوغا" کی اصطلاح کسی کا نقصان کی تلافی کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ نوائے اور نوغا دونوں تقریباً ایک ہی چیز ہے۔

ڈاکٹر تاج محمد وزیر اپنے مقالے میں لفظ "نوائے" کی توضیح کرتے ہوئے مذکورہ صورت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے: "قبائلی معاشرے میں نوائے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے کئے پر پشیمان ہو کر گاؤں یا علاقے کے سرکردہ لوگوں کے ساتھ مظلوم فریق کے گھر جا کر اپنی ندامت کا اظہار کرے، اس کے گھر دنے ذبح کرے۔ گاؤں یا علاقے کے سرکردہ لوگوں کی

موجودگی میں مل بیٹ کر اور اکٹھا کھانا کھا کر راضی نامہ کر لے، اور اگر جرمانہ کی ضرورت پڑے اس کی ادائیگی بھی ہو۔ دے نہ دے کرنا ایک مروجہ مالی جرمانہ ہوتا ہے جو جرگہ کی طرف سے مجرم پر عائد کیا جاتا ہے۔ اس سے ایک تو مظلوم کی عزت نفس مجروح کرنے کی تلافی ہوتی ہے اور ساتھ ہی جرگہ کے ارکان کیلئے کھانے کا انتظام بھی کیا جاتا ہے تاکہ ضرر رسیدہ فریق کو کھانا کھلانے کا زیادہ بوجھ نہ اٹھانا پڑے۔²

ڈاکٹر تاج محمد وزیر نے مذکورہ بالا عبارت میں ننواتے کو مروجہ مالی جرمانہ قرار دیا ہے، جسے فقہی اصطلاح میں تعزیر بالمال سے تعبیر کرتے ہیں۔ تعزیر بالمال کے جواز و عدم جواز کے متعلق تفصیلی بحث آنے والے سطور میں آرہی ہے۔ ڈاکٹر تاج محمد وزیر نے مزید ننواتے کی دو قسمیں بنائی ہیں: (1) ہلکی ننواتے، جس میں مظلوم فریق کے گھر صرف دے لے کر جانا ہوتا ہے۔ (2) بھاری ننواتے، جس میں دنبوں کے ساتھ مجرم شخص کے گھر کی عورتیں اپنی سروں پر قرآن کریم رکھ کر ننواتے کے عمل میں شریک ہو جاتی ہیں۔ بھاری ننواتے کی مذکورہ قسم موجودہ دور میں تقریباً معدوم ہے۔³

دوسری صورت دوسری صورت یہ ہے کہ جب دو فریقوں میں لڑائی ہو جاتی ہے تو دونوں فریق میں سے کمزور فریق اپنے کسی حریف کے پاس دے لے جاتا ہے، اور کبھی کبھار دونوں فریق اپنے اپنے حریفوں کے پاس جا کر دے لے جاتے ہیں، یہ بھی "ننواتے" کی ایک صورت ہے، جس میں ننواتے کرنے والا اپنے حریف سے منت کر کے یہ درخواست کرتا ہے کہ آپ اس لڑائی میں ہماری کسی طرح کی مدد کریں۔ پھر وہ حریف ان کی ننواتے قبول کر کے ان کی تنازع میں بات چیت کرنے لگ جاتے ہیں تاکہ معاملہ رفع دفع ہو جائے۔ اس صورت کو قبائل ہمسایگی سے بھی تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ کمزور فریق ایک طاقتور حریف کے پاس پناہ لینے کے لئے جاتا ہے، جس کو قبائلی رواج میں "ہمسایہ ہونا" سے تعبیر کرتے ہیں۔

ننواتے کی مذکورہ صورت مولانا نور محمد شہید⁴ (جنوبی وزیرستان و اناوالے) نے اپنے مقالے میں تحریر فرمائی ہے، اور اس کی تشبیہ قبائلی پٹی سے باہر (شہری زندگی) سیٹل ایریا میں پیسوں کے ذریعے سے وکیل لینے کے ساتھ دی ہے، جو عدالت میں مؤکل کا مقدمہ پیسوں کے ذریعے سے لڑتا ہے۔ اس تشبیہ سے ان کی مقدمہ لڑنے والے وکیل اور ننواتے کی مشروعیت اور جواز کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جس طرح عدالت میں مقدمہ لڑنے کے لئے وکیل لینا پڑتا ہے، جو پیسوں کے بدلے مقدمہ لڑتا ہے، بعینہ ننواتے کی مذکورہ صورت میں بھی ایک فریق یا فریقین اپنے اپنے حریفوں کے پاس دنبوں کی شکل میں مال لے کر فیصلہ کروانے کی درخواست کرتے ہیں۔⁴

تیسری صورت تیسری صورت مذکورہ بالا دوسری صورت سے ملتی جلتی ہے، جس میں یہ ہوتا ہے کہ ایک کمزور فریق دوسرے فریق سے اپنے مطالبات منوانے کی خاطر اسی فریق کے گھر کے سامنے دے لے جا کر ذبح کرتا ہے۔ یہ صورت زیادہ تر مقروض آدمی اختیار کرتا ہے، تاکہ قرض خواہ اس کی قرض کی ادائیگی میں اس مقروض کے ساتھ نرمی کرے، جیسے قرض کی مدت بڑھانا وغیرہ۔

تینوں صورتوں کا حکم

نوائے کی ان صورتوں کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس کو بالترتیب ذیل میں تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔ جس سے ان صورتوں کی شرعی حیثیت معلوم ہو جائے گی۔

پہلی صورت کا حکم نوائے کی پہلی صورت تعزیر بالمال یعنی مالی جرمانے سے ملتی جلتی ہے۔ کیونکہ جرگہ مار مجرم یعنی "گرام" فریق پر کچھ نقدی روپیہ لازم کرنے کے ساتھ دنبے بھی مقرر کرتا ہے، اور دنبے بھی مال ہے۔ گو اس کا مقصد ایک خاص رواج کے تحت اپنے کئے پر پشیمان ہونے کا اظہار اور عاجزی دکھانا اور فریق ثانی کی عزت نفس کو مجروح کرنے کا تدارک کرنا ہے۔

تعزیر بالمال کی وضاحت تعزیر بالمال دو لفظوں کا مجموعہ ہے، ایک "تعزیر" اور دوسرا "المال"۔ ان دونوں میں سے دوسرے لفظ کی وضاحت ضرورت نہیں، البتہ پہلے لفظ "تعزیر" اور پھر ان دونوں لفظوں کے مجموعے کی وضاحت ضروری ہے، جس کو یہاں پر بیان کیا جائے گا۔ تعزیر کے لغوی معنی روکنا، لوٹانا، قاضی (منصف اور جج) کا حد شرعی سے کم کی سزا دینا۔⁵ سزا کے ذریعے بھی چونکہ انسان گناہ اور معصیت سے رک جاتا ہے اور معاشرہ جرائم پیشہ عناصر کی دست درازیوں سے پاک ہو جاتا ہے اس لئے سزا کو تعزیر کا نام دیا گیا۔⁶

اصطلاحی تعریف

علامہ ابن حجر ہیتمیؒ نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ وضاحت فرمائی ہے:- وهو لغة من أسماء الأضداد؛ لأنه يطلق

على التفتيح والتعظيم وعلى التأديب وعلى أشد الضرب وعلى ضرب دون الحد⁷

ترجمہ: تعزیر لغوی طور پر متضاد معنی رکھنے والے اسماء میں سے ہے اس کا اطلاق اردو لفظ تنجیم و تعظیم پر بھی ہوتا ہے اور سخت مارنے پر بھی اور حد سے کم مارنے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

یہی بات تاج العروس میں زبیدیؒ نے بھی نقل کی ہے۔⁸ علامہ ابن نجیمؒ تعزیر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ هو تأديب

دون الحد وأصله من العزر. بمعنى الرد والردع كذا في المغرب وفي ضياء الحلوم هو ضرب دون الحد للتأديب.⁹

تعزیر حد سے کم تادیبی سزا کو کہا جاتا ہے اور یہ عزر سے (بمعنی رد کرنا اور دفع کرنا) مشتق ہے اسی طرح مغرب میں لکھا گیا ہے۔

علامہ جرجانی نے درج ذیل الفاظ کے ساتھ تعریف ذکر کی ہے۔ التعزير: هو تأديب دون الحد، وأصله من العزر، وهو المنع.¹⁰

یعنی تعزیر حد سے کم درجے کی تادیبی (سزا) ہے، اس کا اصل العزر سے ہے، جو منع کرنے کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن نجیمؒ مزید لکھتے ہیں کہ "تاج العروس میں مغرب کی تعریف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وما في المغرب معناه

الشرعي مغرب میں تعزیر کی جو تعریف کی گئی ہے وہ اس کا شرعی (اصطلاحی) معنی ہے۔"¹¹

تعزیر چونکہ سزائی کو کہتے ہیں اس لئے انگریزی میں اس کے لئے Punishment ہی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ کیمرج

ڈکشنری میں اس کی وضاحت ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:-¹² The act of punishing someone.

یعنی کسی کو سزا دینے کے کام کو Punishment کہتے ہیں۔

سببِ تعزیر

تعزیری سزا کی نوبت تب پیش آتی ہے، جب کوئی بندہ ایسے جرم کا ارتکاب کر لیتا ہے، جس کے لئے شریعت میں کوئی خاص مقدار کی سزا متعین اور مقرر نہ کی گئی ہو، تو ایسی صورت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کسی بھی حق کی پامالی کے وقت تعزیری سزا دی جائے گی، اور یہی تعزیر کے وجوب اور لازم ہونے کا سبب ہے۔ چنانچہ علامہ علاء الدین الکاسانی تحریر فرماتے ہیں کہ

سبب وجوبہ فارتکاب جنایۃ لیس لها حد مقدر فی الشرع، سواء كانت الجنایۃ علی حق اللہ - تعالیٰ - کترك الصلاة والصوم ونحو ذلك، أو علی حق العبد بأن آذى مسلماً بغير حق بفعل أو بقول یحتمل الصدق والكذب. 13

ترجمہ: تعزیر کے وجوب کا سبب اس جنایت کا ارتکاب کرنا ہے، جس کے لئے شرع میں کوئی حد مقرر نہ ہو، چاہے جنایت اللہ تعالیٰ کے حق پر ہو، جیسے نماز، روزے وغیرہ کا ترک کرنا۔ یا (وہ جنایت) کسی بندے کی حق پر ہو، جیسے کسی مسلمان کو کسی ایسے فعل یا قول کے ذریعے بغیر حق تکلیف پہنچائی جو سچ اور جھوٹ کا احتمال رکھتا ہو۔

وجوب تعزیر کی شرائط

تعزیر کے وجوب کی شرط عقل مند ہونا ہے، لہذا ہر اس شخص کو تعزیری سزا دی جاسکتی ہے، جو عقل مند ہو اور ایسا جرم کر لے جس کے لئے شریعت میں کوئی متعین حد یعنی سزا مقرر نہ کی گئی ہو۔ چاہے وہ کسی بھی نوعیت کا بندہ ہو۔ چنانچہ علامہ کاسانی نے لکھا ہے کہ

وأما شرط وجوبه فالعقل فقط؛ فيعزر كل عاقل ارتكب جنایۃ لیس لها حد مقدر، سواء كان حراً أو عبداً، ذكراً أو أنثى، مسلماً أو كافراً، بالغاً أو صبيّاً، بعد أن يكون عاقلاً. 14

ترجمہ: تعزیر کے وجوب کی شرط صرف عقل مند ہونا ہے، پس ہر اس عقلمند آدمی پر تعزیر جاری کیا جائے گا، جس نے ایسی جنایت کا ارتکاب کیا جس کے لئے کوئی متعین حد نہ ہو، چاہے وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کافر، عقلمند ہونے کے بعد بالغ ہو یا بچا ہو۔ علامہ ابن نجیمؒ کی مذکورہ عبارت کی رو سے تعزیر کے لئے کسی جنس یا مذہب کی کوئی قید نہیں۔ صرف عقلمند ہونا کافی ہے۔ اور اسی عاقل ہونے کی شرط سے بچہ اور مجنون نکل جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں عقل نہیں ہوتی۔

تعزیر بالمال کی تعریف

تعزیر بالمال کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے کوئی جرم کیا، چاہے اس جرم کا تعلق دنیوی امور سے ہو، یا دینی امور سے۔ اسی جرم کا تدارک مال کے ذریعے کر کے بطور سزا اس مجرم پر مالی جرمانہ لگایا جائے۔ اسی مالی جرمانہ کو تعزیر بالمال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مالی جرمانے کو عربی میں "الغرامة" بھی کہتے ہیں، اسی سے ملتی جلتی چیز "الضمان" بھی ہے۔ کیونکہ اس میں بھی مالی تاوان ادا کرنا پڑتا ہے۔

انگریزی زبان میں مالی جرمانہ کو Penalty کہتے ہیں۔ اسی طرح Fine کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ Financial Dictionary میں مالی جرمانہ کی وضاحت مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے۔

A payment required as a result of breaking the law or sometimes for breaching the terms of a contract. Most contract drafters assiduously avoid the term because private penalties are not enforceable. Instead, contract drafters use the terms liquidated damages, delay payments, or late fees. Even the prepayment penalty is really not a penalty but compensation to a lender for the loss of income suffered when a loan is paid off earlier than the terms allow¹⁵

یعنی قانون توڑنے یا کسی معاہدے کی خلاف ورزی کی صورت میں جو ادائیگی کی جاتی ہے اسے مالی جرمانہ کہتے ہیں۔
کمبج ڈکشنری میں مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ تعریف بیان کی گئی ہے:-

A punishment, or the usual punishment, for doing something that is against a law. a type of punishment, often involving paying money, that is given to you if you break an agreement or do not follow rules.¹⁶

ایک قسم کی سزا ہے جو معاہدہ توڑنے یا قواعد پر عمل نہ کرنے کی صورت میں لگایا جاتا ہے۔ اس تعریف میں سزا کا طریقہ کار نہیں بتایا ہے
لفظ fine کی وضاحت

an amount of money that has to be paid as a punishment for not obeying a rule or law.¹⁷

کسی قانون کی پاسداری نہ کرنے کی وجہ سے رقم کی ادائیگی کو جرمانہ کہتے ہیں۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمن "قانونی لغت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "قانون فوجداری میں جرمانہ اس رقم کو کہتے ہیں، جو کسی ملزم کو پاداش جرم میں کوئی عدالت داخل خزانہ سرکار کرنے کا حکم دے۔ جرمانہ کی رقم غیر محدود ہو سکتی ہے، الا یہ کہ قوانین نافذہ میں اس کی مقدار متعین ہو۔"¹⁸

تعزیر بالمال کی شرعی حیثیت

مالی جرمانہ یا تعزیر بالمال دینی امور میں جہاں پر نصوص سے ثابت ہے، وہاں تو لگایا جائے گا، جیسا کہ کفارات مالیہ، ان کی ظاہری صورت تعزیر بالمال یا مالی جرمانہ کی طرح ہے، چونکہ دینی امور میں اس کا ثبوت ہے اس لئے اس سے بحث نہیں کی جائے گی۔ لیکن جن جرائم کی سزائیں شریعت میں متعین اور مقرر ہیں وہاں ان متعین سزائوں کے بغیر صرف مالی جرمانہ لگانا جائز نہیں۔ مثلاً کسی نے زنا کا ارتکاب کیا یا کسی نے چوری کی، اس پر حد زنا یا حد سرقتہ کے جاری کرنے کی بجائے مالی جرمانہ لگایا جائے۔ تو یہ صورت بالکل ممنوع ہے۔ جیسے یہود کے متعلق آتا ہے، کہ وہ با شخصیات سے مالی جرمانہ لیتے تھے اور عام لوگوں پر حد جاری کرتے تھے۔¹⁹

دنیوی امور میں تعزیر بالمال یا مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں وضاحت یہ ہے کہ بنیادی طور پر تعزیر بالمال کی تین صورتیں ہیں: (1) اتلاف، (2) تغیر (3) حرمان ملکیت۔²⁰ اس تیسری قسم کو ضمان، معاوضہ یا تاوان سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ان تینوں صورتوں میں سے پہلی اور دوسری صورت کو عرف عام میں جرمانہ سے تعبیر نہیں کرتے اور نہ اس مقالے میں اس سے بحث

کرنا مقصود ہے، اس لئے اس سے بحث نہیں کی جائے گی۔ البتہ تیسری صورت کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہے۔ بعض کے ہاں جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے۔ تقریباً آئمہ اربعہ میں سے ہر ایک کے مسلک سے جواز اور عدم جواز کے اقوال منقول ہیں۔

قائلین جواز

آئمہ احناف میں سے امام ابو یوسفؒ تعزیر بالمال کے جواز کے قائل ہیں، چنانچہ علامہ ابن نجیمؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "وقد قيل روي عن أبي يوسف أن التعزير من السلطان بأخذ المال جائز كذا في الظهيرية" ²¹

مالکیہ میں سے جواز کا قول علامہ ابن تیمیہؒ نے نقل کیا ہے، جس میں امام مالک کے مشہور قول کے مطابق تعزیر بالمال کو جائز قرار دیا ہے، علامہ ابن تیمیہؒ کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:- "التعزير بالعقوبات المالية" مشروع أيضا في مواضع مخصوصة في مذهب مالك في المشهور عنه" ²²

علامہ ابن تیمیہؒ نے حنابلہ کے مسلک کے متعلق فرمایا کہ بعض صورتوں میں بلا اختلاف جائز ہے جبکہ بعض میں اختلاف ہے۔ ²³ آگے جا کر انتہائی سخت موقف اختیار کیا ہے، اور فرمایا کہ جس نے بھی حنابلہ کی طرف عدم جواز کا قول منسوب کیا ہے اس نے غلطی کی ہے، نیز تعزیر بالمال کے منسوخ قرار دینے والوں پر سخت رد کر دیا ہے۔ ²⁴

مانعین جواز

احناف میں سے امام ابو یوسفؒ کے علاوہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تعزیر بالمال جائز نہیں۔ چنانچہ علامہ ابن الممام تحریر فرماتے ہیں کہ "وعندهما وباقي الأئمة الثلاثة لا يجوز." ²⁵ مالکیہ میں سے عدم جواز کا قول محمد بن احمد بن عرفہ الدسوقيؒ نے اپنی کتاب "حاشية الدسوقي على الشرح الكبير" میں نقل کیا ہے، علامہ الدسوقيؒ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:- "ولا يجوز التعزير بأخذ المال إجماعا وما روي عن الإمام أبي يوسف صاحب أبي حنيفة من أنه يجوز للسلطان التعزير بأخذ المال فمعناه كما قال البزازی من أئمة الحنفية أن يحبسك المال عنده مدة ليتجر ثم يعيده إليه لا أنه يأخذه لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز أخذ مال مسلم بغير سبب شرعي" ²⁶ شوافع میں سے احمد عمیرہ البرلسی نے لکھا ہے کہ ولا يجوز على الجديد بأخذ المال. ²⁷ یعنی شوافع کے جدید قول کے مطابق تعزیر بالمال جائز نہیں ہے۔

تعزیر بالمال کے متعلق معاصر علماء کی آراء

مذکورہ بالا مذاہب میں رائج مذہب کے متعلق معاصر علماء کے درمیان بھی اختلاف پایا جاتا ہے، بعض علماء جواز کے قائل ہیں جبکہ بعض دیگر عدم جواز کے قائل ہیں۔

قائلین جواز

معاصر اہل علم میں سے جناب افتخار الحسین میاں نے تعزیر بالمال کے جواز کے مسلک کو رائج قرار دیا ہے۔ ²⁸ علامہ شمس

الحق افغانیؒ نے بھی جائز قرار دیا ہے۔²⁹ اسی طرح مفتی تقی عثمانی صاحب نے تعزیر باخذ المال کے جواز میں گنجائش دی ہے۔³⁰ فتاویٰ حقانیہ میں بھی ضرورت کے وقت امام ابو یوسفؒ اور مالکیہ کے قول پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، اور وجہ یہ بتلائی ہے کہ اس دور میں انسدادِ جرائم کا کوئی دوسرا موثر طریقہ نہیں، اس لئے مالی جرمانہ لاگو کرنے کی گنجائش ہے۔³¹

قائلین عدم جواز

اکثر اہل فتویٰ حضرات نے تعزیر بالمال کو ناجائز قرار دیا ہے، چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحب نے تعزیر بالمال کو ناجائز کہا۔³² فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں بھی عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔³³ مولانا محمود الحسنؒ نے بھی "فتاویٰ محمودیہ" میں تعزیر بالمال کو ناجائز قرار دیا ہے۔³⁴ مجوزین کے دلائل

جو حضرات تعزیر بالمال کو جائز قرار دیتے ہیں ان کے ہاں تعزیر بالمال کی تیسری صورت (یعنی حرمانِ ملکیت) کے نظائر قرونِ اولیٰ میں پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے چند مثالیں ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں:-

1) امام ابو داؤدؒ نے اپنی کتاب سنن میں ایک روایت نقل کی ہے، نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ ادا کرنے والوں سے کچھ زائد مال بطور جرمانہ لینے کا پکارا اور فرمایا تھا۔³⁵ یہ روایت مالی جرمانے کے جواز کا صریح ثبوت ہے۔

2) امام مسلمؒ نے ایک روایت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا عمل نقل کیا ہے کہ آپ نے حرم میں ایک غلام سے اس کا سامان بطور جرمانہ لیا، جو حرم کے درختوں کو کاٹ رہا تھا، جب غلام کے مالک نے اس کا مطالبہ کیا تو حضرت سعد نے واپس کرنے سے انکار کیا۔³⁶

3) عبدالرحمان بن حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے غلاموں نے ایک اونٹ پڑایا تھا۔ اس قصہ میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمان رضی اللہ عنہ پر آٹھ سو درہم مالی جرمانہ نافذ کیا تھا۔³⁷

4) ابن قیم الجوزیہ نے تقریباً پندرہ جرائم پر نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے کسی کے مال کو ہلاک کرنے کے احکامات نقل کر کے فرمایا کہ وہذہ قضایا صحیحہ معروفہ، ولیس یسہل دعویٰ نسخھا۔³⁸ یعنی یہ قضایا صحیح اور معروفہ ہیں، ان کے نسخہ کا دعویٰ اتنا آسان نہیں۔

5) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے تعزیر بالمال کی نظائر میں دیت، کفارات، عقر و متعہ فی الزکاح قرار دیا ہے۔³⁹

مانعین کے دلائل

عدم جواز کے قائلین اکثر ان آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں جن میں اکل بالباطل کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:-

1) وہ آیات جن میں مسلمان کا مال اس کی رضا کے بغیر لینے سے روکا گیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْخِلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِيَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ⁴⁰

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ، اور نہ ان کا مقدمہ حاکموں کے پاس اس غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔⁴¹

اسی طرح ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:-
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا⁴²

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے)، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقیناً جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔⁴³

(2) وہ تمام روایات جن میں کسی مسلمان کے مال کی حرمت بیان کی گئی ہے، جیسے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ لا یحل لامرء من مال أخیه شیء إلا ما طابت به نفسه⁴⁴

(3) عدم جواز کے قائلین کا یہ بھی کہنا ہے کہ تعزیر بالمال شروع میں جائز تھا بعد میں منسوخ ہوا۔

مانعین کے دلائل کے جوابات

جن آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ میں مالِ مسلم کی حرمت کا حکم وارد ہوا ہے، وہ اُس صورت میں ہے کہ اس نے کوئی جرم نہ کیا ہو۔ اگر کوئی جرم کیا ہو، تو پھر مال کے حرمت کا حکم نہیں۔ نیز نخب کا دعویٰ بھی درست نہیں، کیونکہ دعویٰ نخب پر کوئی ٹھوس دلیل اور ثبوت نہیں، جس کی بنیاد یہ کہا جائے کہ تعزیر بالمال کا حکم شروع اسلام میں تھا، بعد میں منسوخ ہوا۔⁴⁵ خلاصہ یہ نکلا کہ عدم جواز کا قول دلائل کی دنیا میں کمزور ہے۔ اس لئے تعزیر بالمال شرعاً جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ اس مال کو خود استعمال میں نہ لایا جائے بلکہ جس فریق کا نقصان ہوا ہے، اسے دیا جائے یا غریب پر صدقہ کرے اور یا مفاد عامہ کے کاموں میں لگا دیا جائے۔ اب تعزیر بالمال کا حکم معلوم کرنے کے بعد ننواتے کی طرف اور اس کی شرعی حیثیت کو بیان کیا جائے گا۔

پہلی صورت میں "شونائی" کی شرعی حیثیت

یہ شونائی تعزیر بالمال کے زمرے میں آرہا ہے۔ اور تعزیر بالمال کا حکم گزر گیا۔ کیونکہ جب کوئی فریق فیصلہ کی خلاف ورزی کرے تو اس کا بطور ضمانت کے رکھا ہوا نقدی یا خام مال واپس نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ضبط کیا جاتا ہے۔ دوسری صورت کا حکم ننواتے کی دوسری صورت شرعی نقطہ نظر سے رشوت سے ملتی جلتی صورت بن رہی ہے۔ جس میں ایک کمزور کا دوسرے طاقتور کے سامنے کچھ مال پیش کر کے اپنی حمایت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

رشوت کا حکم اور اس کی اقسام نبی اکرم ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت بھیجی ہے۔⁴⁶ اور ایسی وعید حرام

چیز

کے متعلق ہی ہوتی ہے اس لئے شریعت مطہرہ میں رشوت حرام ہے۔ علامہ ابن المہام کی تقسیم کے مطابق رشوت کی چار قسمیں ہیں۔⁴⁷ جو بنیادی طور پر دو مقاصد کے لئے ہو سکتے ہیں۔ (1) جلب منفعت (2) دفع مضرت۔

جلب منفعت یعنی کسی فائدے کے حصول کی خاطر رشوت دینا، یا رشوت کے ذریعہ اپنا حق وصول کرنا۔ حق کی وصولیابی جائز ہے لیکن رشوت دینا ناجائز ہے۔ دفع مضرت دفع مضرت یہ ہوتا ہے کہ کوئی طاقتور انسان کمزور انسان کو تکلیف اور ضرر پہنچانا چاہتا ہے۔ اگر کمزور انسان کچھ رقم دیدے تو وہ تکلیف پہنچانے سے باز آجائے گا، ایسی صورت میں وہ رقم اگرچہ رشوت کے زمرے میں آتے ہیں لیکن دفع مضرت کی وجہ سے جائز ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دینے والے کے لیے جائز ہوتا ہے لیکن لینے والے کے لیے ہر حالت میں ناجائز ہے۔

نوٹ رشوت پہلے مقصد کے لئے تو بالکل ہی ناجائز ہے۔ جبکہ دوسرے مقصد کے حصول کی خاطر بعض حالات میں علماء کرام نے اجازت دی ہے۔۔۔ واضح رہے کہ رشوت میں تخفیف صرف دفع مضرت کی خاطر رشوت دینے والے کے لئے ہے، رشوت لینے والا بہر دو صورت گنہگار ہی ہوگا۔ نوائے کی مذکورہ صورت اگر رشوت کے زمرے میں شمار کریں، تو اس کا مقصد جلب منفعت ہے، جس کی وجہ سے دینے اور لینے والے (دونوں) کے لئے حرام ہے۔

مولانا نور محمد شہیدؒ کی رائے مولانا نور محمد شہیدؒ کی تحقیق کے مطابق یہ صورت جائز معلوم ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے مقالے میں نوائے کی اس صورت کی تشبیہ سیٹل ایریا میں وکیل کے ذریعے مقدمہ لڑوانے سے دی ہے۔⁴⁸ اور ظاہر ہے کہ وکیل پیسے کے بدلے مقدمہ لڑتا ہے۔ جس کو اجیر کا نام دے کر اس کی فیس کو اجرت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اور کسی عمل کے بدلے اجیر کو اجرت دینا جائز ہے۔⁴⁹

تیسری صورت کا حکم نوائے کی تیسری صورت ایک جہت سے پہلی صورت سے ملتی جلتی ہے اور اگر دوسری جہت سے دیکھا جائے تو دوسری صورت سے بھی اس کی مشابہت معلوم ہوتی ہے۔

پہلی صورت سے مماثلت کی نوعیت پہلی صورت سے مماثلت بایں طور ہے کہ پہلی صورت میں بھی نوائے کرنے والا دوسرے فریق سے اپنی عاجزی کا اظہار کر کے اپنی غلطی معاف کروانا چاہتا ہے، اور اس صورت میں بھی یہی مقصود ہوتا ہے کہ دوسرا فریق اس کے ساتھ نرمی اور معافی کا برتاؤ رکھے۔ اور جو ذنبہ کی شکل میں مال پیش کیا یہ اپنے اوپر ایک قسم کا مالی جرمانہ لازم کر کے لایا ہے گو کہ یہ جرمانہ اپنے طیب خاطر اور دوسرے کے علم میں لائے بغیر پیش کیا۔

دوسری صورت سے مماثلت کی نوعیت دوسری صورت کے ساتھ مماثلت اس طور پر ہے کہ وہاں پر بھی ایک یا دونوں فریق اپنے حریفوں کے سامنے دینے کی شکل میں مال پیش کر کے اپنا ہمدرد بنانا مقصود ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے اپنے ذاتی معاملے میں دخل

اندازی کروانا چاہتے ہیں، اور اس صورت میں بھی ایک فریق دوسرے فریق کے سامنے دنبہ کی شکل میں مال پیش کر کے اپنا مقصد پورا کروانا چاہتا ہے، ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ دوسری صورت میں ننواتے اس کے سامنے کرتا ہے وہ معاملے سے بالکل الگ اور اجنبی ہوتا ہے۔ جبکہ اس تیسری صورت میں ننواتے جس شخص کے سامنے کی جاتی ہے معاملہ کا تعلق بھی اسی شخص سے ہے۔ صرف مقصد کا حصول دونوں سے ایک ہی ہے۔ یعنی ہمدرد بنانا۔ اور کسی کو مال کے ذریعے سے اس طور پر ہمدرد بنانا اور اس سے اپنا کام نکلوانا تقریباً اس اجرت کا پہلو بھی ہو سکتا ہے اور رشوت کے زمرے میں بھی آسکتا ہے، جس سے بعد میں کوئی غرض وابستہ ہو۔

واضح رہے کہ ننواتے کی ان تمام مروجہ صورتوں میں کہیں پراگر کوئی ننواتے کے جانور کو کسی بزرگ کی قبر پر لے جا کر ذبح کرے، تو اس میں "ماہل بغیر اللہ" کے ساتھ تشبیہ آنے کی وجہ سے احتراز لازم ہے۔ اسی طرح اگر فریقین میں سے کسی نے فیصلے کی خلاف ورزی کی، اور اس سے بطور ضمانت شوینائی یعنی نقدی یا خام مال لیا گیا تھا، تو اسے کسی بھی مصرف میں اگرچہ استعمال تو کرنے کی گنجائش ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے رفاه عامہ میں خرچ کیا جائے، جس سے علاقے کے معززین سمیت تمام لوگ برابر کے مستفید ہو سکتے ہوں۔

"ننواتے" کی انوکھی صورت اگر کوئی شخص دوسرے بندے کو قتل کرے، چاہے قتل عمد ہو یا قتل شبہ عمد یا قتل خطاء ہو۔ بہر صورت قاتل اگر اپنے کئے پر پشیمان ہو جاتا ہے اور مقتول کے اولیاء سے اپنی معافی چاہتا ہو تو قاتل علاقے کے معززین، عمر سیدہ اور علماء کرام کے ساتھ ہو کر قبرستان جاتا ہے، وہاں پر مقتول کے لئے کھودی ہوئی قبر میں اتر جاتا ہے، جس کے ذریعے سے (بظاہر) قاتل اپنے آپ ہی کو مقتول پیش کرتا ہے۔ یعنی اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گویا میری موت آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ چاہو تو معاف کرو، یا قتل کرو۔ یہ "ننواتے" میں اپنے آپ کو کمزور پیش کرنے اور ذلیل باور کرانے کی انتہاء ہے۔⁵⁰

اس انوکھی صورت کا حکم اس کا حکم یہ ہے کہ مقتول کے اولیاء کا غصہ ٹھنڈا کرانے کے لئے ایک حربہ ہے، جو بظاہر شریعت سے متصادم نہیں لگ رہا۔ لہذا اس طرح کرنے میں بظاہر کوئی قباحت نظر نہیں آرہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

نتائج:

اس مقالے کی تحقیق کے دوران درج ذیل نتائج آئے ہیں:

- 1- ننواتے قبائل کے ہاں جرگہ سسٹم میں ایک ایسا عمل ہے جو فریقین کے درمیان مصالحت کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔
- 2- پختون اور خاص کر قبائل میں جرگہ سسٹم کو ایک مضبوط حیثیت حاصل ہے، اور وہاں کے علماء کرام کے نزدیک اس جرگہ کو قاضی کے قائم مقام قرار دیا ہے۔

- 3- قبائل کے ہاں جرگہ سسٹم میں نوائے کی کچھ مروجہ صورتیں پائی جاتی ہیں، جس میں ایک اہم صورت تعزیر بالمال کی ہے اگرچہ اس کے جواز و عدم جواز میں اختلاف رہا ہے، لیکن بعض علمائے کرام نے عصر حاضر میں جرائم کے سد باب کے لیے تعزیر بالمال کے جواز کی گنجائش دی ہے۔
- 4- تعزیر بالمال کے علاوہ صورتوں میں جواز کا قول بہتر معلوم ہوتا ہے۔
- 5- البتہ "نوائے" کرتے وقت بعض دفعہ کسی غیر شرعی فعل کا ارتکاب کرنے سے بھی بچنا ضروری ہے، جیسے کسی بزرگ کی قبر پر دنبہ ذبح کرنا وغیرہ۔ کیونکہ اس میں غیر اللہ کی تعظیم کی مشابہت لازم آتی ہے جو ماہل لغیر اللہ کی صورت میں داخل ہے۔ جس کی وجہ سے ناجائز ہے۔

سفارشات:

- 1- سابق فانا (قبائل) میں جب تک عدالت کا منظوم سسٹم وجود میں نہ آئے تب تک جرگہ سسٹم اور پنچائیت کو برقرار رکھا جائے کیونکہ وہاں کے پیش آمدہ حالات کی خاطر یہ مقدمات حل کرنے کا ایک بہترین عمل ہے۔
- 2- اس سسٹم میں زیادہ تر قبائلی رسوم و رواج کا لحاظ رکھا جاتا ہے لہذا اس دوران بحیثیت مسلمان شریعت کے مخالف کوئی رسم ہو تو اس سے اجتناب لازم ہے۔
- 3- حکومتی سطح پر وہاں کے لوگوں کے لئے پنچائیت اور جرگہ سسٹم کا ایک منظم طریقہ کار وضع کرنا مناسب رہے گا۔
- 4- بعض دفعہ کوئی فریق جرگہ کا حل شدہ فیصلہ ماننے سے انکاری ہو جاتا ہے تو اس فریق پر فیصلہ نافذ کرنے کے لیے اس علاقے کا موجودہ انتظامیہ سے سرکاری سطح پر فوری تعاون کو قابل عمل ہونا ضروری ہے۔
- 5- نوائے کی مختلف اقسام کو قابل عمل لا کر اس سے لوگوں کے درمیان مقدمات کو حل کیا جائے۔

مصادر و حوالہ جات

- 1 (نور محمد، مولانا، جدید فقہی مسائل و مسائل، قبائل میں حصول انصاف کیلئے کسی کے گھر کے دروازے پر دنبہ ذبح کرنے یعنی نوائے کا حکم، جلد اول، ص: 532-535، اشاعت: جولائی 2005ء، ناشر: شعبہ نشر و اشاعت جامعہ دارالعلوم وزیرستان)
- 2 (تاج محمد وزیر، ڈاکٹر، وزیرستان کے رسوم و رواج کا شرعی قوانین کے ساتھ موازنہ اور پشتونوں کی تاریخ، ص: ۳۱۶، ۳۱۷، ناشر: ماسٹر عبدالرحمن وزیر، باہتمام: میثاق انٹرپرائز اسلام آباد، طبع اول: اگست ۲۰۱۴)
- 3 (ایضاً)
- 4 (نور محمد، مولانا، جدید فقہی مسائل و مسائل، جلد اول، ص: 530)
- 5 کیرانوی، قاسمی، وحید الزمان، القاموس الوجید: ص: 1076، مادہ عزر، ادارہ اسلامیات، لاہور، اشاعت الاول: ربیع الاول 1422ھ - جون 2001ء)

- 6 جاوید خان/ضیاء الدین، پختون معاشرے کے مروجہ فیصلوں میں تعزیر بالمال، ص: 2، بر جس، شمارہ: 2، جلد: 2، جولائی، دسمبر، 2015)
- 7 ابن حجر، المہتمی، أحمد بن محمد بن علی، تحفة المحتاج في شرح المنهاج 9 / 175، کتاب الاشربة، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى بمصر لصاحبها مصطفى محمد، عام النشر: 1357 هـ - 1983 م)
- 8 (الزبيدي، مرتضى، محمد بن محمد بن عبد الرزاق، تاج العروس من جواهر القاموس: 21/13، مادة ز، الناشر: دار الهداية، 1394ھ-1974م)
- 9 (ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم بن محمد المصري (المتوفى: 970ھ)، البحر الرائق شرح كثر الدقائق 44/5، فصل في التعزير، وفي آخره: تكملة البحر الرائق لمحمد بن حسين بن علي الطوري الحنفي القادري (ت بعد 1138 هـ) وبالحاشية: منحة الخالق لابن عابدين، الناشر: دار الكتاب الإسلامي، الطبعة: الثانية - بدون تاريخ)
- 10 (الجرجاني، علي بن محمد بن علي الزين الشريف (المتوفى: 816ھ)، كتاب التعريفات، ص: 62، الناشر، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى 1403ھ - 1983م)
- 11 (ابن نجيم، البحر الرائق 44/5)
- 12 last access 28 September 2019 <https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/punishment>
- 13 (كاساني، علاؤ الدين، ابوبكر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع 7 / 63، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة الثالثة: 1406ھ - 1906ء)
- 14 (ايضاً، 63 / 7)
- 15 (<https://financial-dictionary.thefreedictionary.com/penalty> last access 27 September 2019)
- 16 (<https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/penalty> last access 28 September 2019)
- 17 (<https://dictionary.cambridge.org/us/dictionary/english/fine> last access 28 September 2019)
- 18 (ڈاکٹر تنزیل الرحمن، قانونی لغت، ص: 231، آٹھواں ایڈیشن 2000ء، پی ایل ڈی پبلشرز، لاہور)
- 19 (بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری ۱۷۵، رقم الحديث: ۳۴۷۵، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى: ۱۴۲۲ھ)
- 20 (الحسبي الاسلام، ص: 51)
- 21 (ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم بن محمد، (المتوفى: 970ھ)، البحر الرائق شرح كثر الدقائق 5 / 44، وفي آخره: تكملة البحر الرائق لمحمد بن حسين بن علي الطوري الحنفي القادري (ت بعد 1138 هـ)، وبالحاشية: منحة الخالق لابن عابدين، الناشر: دار الكتاب الإسلامي، الطبعة: الثانية - بدون تاريخ)
- 22 (ابن تيمية، الحارثي الحنبلي الدمشقي، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد (المتوفى: 728 هـ)، الحسبة في الإسلام، أو وظيفة الحكومة الإسلامية، ص: 49، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى)
- 23 (ايضاً، ص: 49)
- 24 (ايضاً، ص: 50)
- 25 (ابن اھمام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي (المتوفى: 861ھ)، فتح القدير 5 / 345، الناشر: دار الفكر)
- 26 (الدسوقي، محمد بن أحمد بن عرفة المالكي (المتوفى: 1230ھ)، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير 4 / 355، الناشر: دار الفكر، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ)

- 27 (القلیوبی، أحمد سلامة/ عميرة، البرلسي، أحمد، حاشيتا قلیوبی وعميرة 4 / 206، دار الفكر - بیروت، الطبعة: بدون طبعة، 1415ھ-1995م - بأعلى الصفحة: «شرح العلامة جلال الدين المحلي على منهاج الطالبین للشيخ محي الدين النووي» - بعده (مفصولا بفواصل) : حاشية أحمد سلامة القلیوبی (1069 ھ) - بعده (مفصولا بفواصل) : حاشية أحمد البرلسي عميرة (957ھ).
- 28 (میاں، افتخارالحسین، جرمانے کی شرعی حیثیت، نظر و فکر۔۔۔ اسلام آباد، ص: 67 - 97، جلد: 38، شمارہ: 1)
- 29 (افغانی، شمس الحق، شرعی ضابطہ دیوانی، ص: 212، جرمانہ کی سزا، دفعہ (1)، کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال کراچی، ربیع الثانی 1431ھ)
- 30 (عثمانی، محمد تقی، مفتی، تقریر ترمذی ۱۱۹، ۱۱۹، مین اسلامک بکس، کراچی)
- 31 (حقانی، عبدالحق، مولانا، فتاویٰ حقانیہ 361/5، ناشر: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑاٹنک، نوشہرہ، تاریخ طبع: ہفتہ: 1431ھ - 1010ء)
- 32 (دہلوی، کفایت اللہ، مفتی، کفایت المفتی 2/205-210، طباعت: جولائی 2001ء، دارالاشاعت، کراچی، پاکستان)
- 33 (عثمانی، عزیز الرحمن، مفتی، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند 12/145، طباعت: ستمبر 2002ء، دارالاشاعت)
- 34 (گلگوہی، محمود الحسن، مولانا، مفتی، فتاویٰ محمودیہ 20/568، زیر نگرانی: ارا لافاء جامعہ فاروقیہ، کراچی)
- 35 (ابوداؤد، سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن أبي داود، 3/26، رقم الحديث: (۱۵۷۵) الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 ھ - 2009م)
- 36 (مسلم، القشيري، النيسابوري، ابن الحجاج (المتوفى: 261ھ) صحيح مسلم، 2/993، رقم الحديث: 1364، داراحياء التراث العربي)
- 37 (الصنعاني، الحميري، أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع (المتوفى: 211ھ) مصنف عبد الرزاق 10/239، رقم الحديث: 18978، باب سرقة العبد، المجلس العلمي - الهند)
- 38 ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد (المتوفى: 751ھ)، الطرق الحكيمة، ص: ۲۶۶، الناشر: مكتبة دار البيان)
- 39 (رحماني، خالد سيف الله، مولانا، جديد فقهي مسائل، 3/152، اشاعت: جون 2010ء، ناشر: زمزم پبلشرز کراچی)
- 40 (البقرة: ۱۸۸)
- 41 (عثمانی، محمد تقی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، ص: ۹۹، طبع: شعبان ۱۴۳۱ھ - جولائی ۲۰۱۰ء، ناشر: مکتبہ معارف القرآن کراچی)
- 42 (النساء: ۲۹)
- 43 (عثمانی، محمد تقی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، ص: ۱۹۵)
- 44 (البارقطنی علی بن عمر بن أحمد بن محمدی (المتوفى: 385ھ) سنن البارقطنی، 3/423، رقم الحديث: 2883، مؤسسة الرسالة، ط: الأولى، 1424 ھ- 2004 م)
- 45 (عثمانی، محمد تقی، مفتی، تقریر ترمذی 119/2)
- 46 (ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد 3/300، رقم الحديث: 3580، الناشر: المکتبۃ العصریہ، صیدا-بیروت)
- 47 (ابن الہمام، کمال الدین، محمد بن عبد الواحد، فتح القدير 7/254، الناشر: دار الفکر)
- 48 (نور محمد، مولانا، جديد فقهي مسائل و رسائل، جلد اول، ص: 530)
- 49 (اجرت کا جواز قرآن کریم کی تقریباً چار آیات سے معلوم ہو رہا ہے، القرآن، سورۃ القصص: 26، 27، سورۃ الطلاق: 6، سورۃ الکہف: 77۔ سورۃ البقرة: 233، اس کے علاوہ احادیث مبارکہ سے بھی اس کا جواز ثابت ہے)
- 50 (تاج محمد وزیر، ڈاکٹر، وزیرستان کے رسوم و رواج کا شرعی قوانین کے ساتھ موازنہ اور پشتونوں کی تاریخ، ص: ۳۱۷)



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International \(CC BY-NC-SA 4.0\)](https://creativecommons.org/licenses/by-nc-sa/4.0/)